مولای صل وسلم دائماً ابداً — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلس ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

نبی علیہ السلام کے حسنِ اخلاق کا اثر ۔ نجات کے لیے ایمان ضروری ہے
متکبر حق بات تسلیم نہیں کرتا ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 48 سائیڈ B 05-07-1985)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

صلح حدیبیہ کے موقع پر جو حضرات اُس میں شامل تھے وہ ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ تھے، اُن صحابہ کرامؓ کی جو فضیلت آئی ہے اُس کے بارے میں یہ گزرا ہے کہ آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ ان شاء اللہ اُن میں سے کوئی آدمی آگ میں نہیں جائے گا جہنم میں نہیں جائے گا جس نے حدیبیہ اور بدر میں شرکت کی ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حدیبیہ کے دن چودہ سو آدمی تھے اور ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَنْتُمُ الْیَوْمَ خَیْرُ اَھْلِ الْاَرْضِ تم آج رُوئے زمین پر سب سے بہتر لوگ ہو۔ ایک واقعہ بھی آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ جو پہاڑی کا راستہ ہے '' مُرَار '' اِس پر جو لوگ چڑھیں گے تو اُن کے اُوپر سے اللہ تعالیٰ ایسے بوجھ ہٹا دیں گے جیسے رحمت کے زمانے میں بنی اسرائیل پر سے

ہٹائے تھے تو انصار کے دو قبیلے تھے اَوس اور خزرج یعنی مدینہ منورہ میں جو مسلمان ہوئے صحابہ کرامؓ اُن کے بڑے بڑے قبیلے یہ تھے۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے جو سواریاں وہاں پہنچی ہیں اور جو چڑھے ہیں لوگ وہ بنوخزرج کے لوگ تھے خَيْلُ بَنِىْ خَزْرَجَ پھر لوگ چل پڑے ثُمَّ تَتَامَّ النَّاسُ سب ہی لوگ آ گئے مکمل طرح۔

سوائے ایک کے سب کی بخشش ہوگئی ہے :

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا كُلُّكُمْ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ تم سب کے سب ایسے ہو کہ جن کی بخشش کر دی گئی اِلَّا صَاحِبَ الْجَمَلِ الْاَحْمَرِ سوائے ایک آدمی کے جو سرخ اُونٹ والا ہے وہ رہ گیا ہے باقی سب کی بخشش ہوگئی، تو فرماتے ہیں کہ ہم سمجھ گئے اور پہنچے اُس کے پاس، ملے اُس سے۔ اُس سے جا کر کہا کہ بھائی آ ؤ تم پیچھے کیوں رہ گئے یا اِس پہاڑی پر کیوں نہیں چڑھے؟ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ ؤ اور اُن سے دُعا لو اور جو کوتاہی ہوئی ہے اُس کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی اور استغفار رسول اللہ ﷺ کر دیں گے تمہارے لیے۔ تو رسول اللہ ﷺ کا یہ دُعا کر دینا کہ اللہ تعالیٰ تو فلاں شخص کو معاف فرمادے اُس کی بخشش فرمادے، بہت بڑی سعادت ہے، بہت ہی بڑی بات تھی۔

منافق کا جواب :

لیکن وہ تو بڑا متکبر تھا، اُس نے کہا کہ لَاَنْ اَجِدَ ضَالَّتِىْ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لِىْ صَاحِبُكُمْ اگر میری کوئی بھی گمشدہ چیز مل جائے مُجھے تو وہ مجھے اچھی لگے گی بہ نسبت اِس کے کہ تمہارے صاحب جو ہیں میرے لیے استغفار کریں اور دُعا کریں۔ تو وہ تکبر میں اور جناب رسول اللہ ﷺ سے نفرت میں بہت آگے تھا، اتنا کہ اُن کے گمان میں بھی نہیں تھا، خیال میں بھی نہیں تھا اور یہ شخص تھا ''عبداللہ ابن اُبَیّ'' یہ رئیس المنافقین تھا اور اِس کی جو نفرت تھی اُس کی وجہ حدیث شریف میں آتی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ اُدھر تشریف لے گئے اور آپ کی سواری اُس وقت جو سوار تھے آپ، تو وہ گدھے پر سوار تھے اور گدھا جو ہے یہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی سواری رہا ہے۔

---

[1] مشکوۃ شریف ج ۲ ص ۵۷۸

گدھے کی سعادت :

یہ ٹھیک ہے کہ گدھا بیوقوفی میں مشہور شمار ہوتا ہے وہ ضرب المثل ہے اور ہر زبان میں ہے تقریباً، ہر علاقے کے لوگ یہی کہتے ہیں اِسے۔ لیکن اِس بیوقوف کو ایک بڑی سعادت حاصل ہے وہ یہ ہے کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سواری رہا ہے، اِس واسطے اس گدھے کی سواری کا اگر کوئی مذاق اُڑاتا ہے تو منع کیا گیا ہے اِس سے۔ اور اگر وہ زیادہ بدتمیزی کے ساتھ مذاق اُڑائے تو کفر کا اندیشہ ہے۔ تو اِس بیوقوف کو اِدھر بیوقوفی ملی تو اُدھر یہ سعادت بھی خدا نے اِس کو عطا فرمائی کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کی سواری رہا ہے لہٰذا اِس کی سواری کا مذاق نہیں کیا جاسکتا۔ اور سندھ میں جو ہیں گدھے مثلاً کراچی وغیرہ میں اُن پر تو بوجھ بھی لادتے ہیں اور چلتے بھی ہیں دوڑتے بھی ہیں، اِدھر کے گدھے ایسے نہیں ہیں، مختلف جگہوں کی صفات بھی کچھ مختلف ہیں۔ تو جو دوڑتا ہے وہ تو اچھا خاصا سفر کا کام دے سکتا ہے۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا بھی وہ گدھا ہی تھا جو مرا اور جسے اللہ نے زندہ فرما کر دکھلایا اور کئی نمونے اللہ نے ساتھ رکھ دیے، اُن کا جو کھانا تھا وہ خراب ہی نہیں ہوا جیسے ابھی پکا ہوا رکھا ہے حالانکہ سو سال کا عرصہ گزر گیا تھا اور گدھے کی بس ہڈیاں رہ گئیں تھیں باقی کچھ نہیں رہا، ہڈیوں کو دیکھیں کیسے اِن کو بڑھاتے ہیں، یہ نشانیاں اُن کو دکھائیں اور اِن کے اُوپر موت کی کیفیت رہی، وہ سوئے رہے۔ سوئے رہے جیسے، جیسے سونے میں وقت کا پتہ نہیں چلتا کہ کتنا وقت گزر گیا ایسے ہی انہیں بھی وقت کا پتا نہیں چلا کہ کتنا وقت گزر گیا۔

وقت اِس عالَم میں ہے اُس عالَم میں نہیں ہے :

اور وقت تو ایسی چیز ہے کہ وہ اِس دُنیا میں ہے اس عالم میں ہے وقت باقی اِس سے آگے جو دوسرے عالَم ہیں اُن میں تو وقت ہے ہی نہیں، پتا ہی نہیں چلتا وقت کا۔ یہ دن و رات کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں وقت، اور یہ مضمون قرآن پاک میں بھی ہے کہ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ فَمَحَوْنَا اٰيَةَ اللَّيْلِ وَجَعَلْنَا اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً اور ہم نے بنائے رات اور دن دو نمونے پھر مٹا دیا رات کا نمونہ اور بنایا دن کا نمونہ دیکھنے کو لِتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ تاکہ تم اللہ کا جو فضل تمہارے لیے رکھا گیا ہے اُسے تم حاصل کرسکو، اپنے اپنے مقاصد اپنے

اپنے کام کرسکو وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَالْحِسَابَ اور یہ بھی جان سکو کہ سال کتنے گزرے ہیں مہینے کتنے گزرے ہیں، دن کتنے گزرے ہیں۔تو حساب کی آخرت میں ضرورت ہی کوئی نہیں، وہاں کی حالت ہی بالکل مختلف ہے یہاں سے۔تو وہاں کا زمانہ بھی بدل گیا قرآن پاک میں آتا ہے کہ وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ اللہ کے ہاں ایک دن جو ہے وہ ایسے ہے جیسے تمہارے یہاں ہزار سال جو تم گنتے ہو،تو انسانوں کو ایک ایسی جگہ بھیج دیا جہاں ہر چیز بغیر کیے نہیں ہوتی حالانکہ آیا وہاں سے ہے جہاں ہر چیز بغیر کیے ہوجاتی تھی صرف چاہت پر اِرادے پر ہوجاتی تھی۔وہاں سے نکالا ہوا ہے۔

انسان کی چاہت :

تو جب سے پیدائش ہوئی ہے انسان کی اور جب تک رہے گا چاہت یہی رہے گی کہ میں اِدھر چاہوں اور اُدھر کام ہوجائے اتنی چیزیں ایجاد کرڈالیں، ٹیلی فون ایجاد کرلیا وائرلیس کرلیا اور کیا کیا۔کس لیے؟ اس لیے کہ اِدھر چاہوں اُدھر ہوجائے، ملنا چاہتا ہوں فوراً ملاقات ہوجائے، بات کرنی چاہتا ہوں فوراً بات ہوجائے۔اور جنت کے بارے میں آتا ہے کہ وہاں وہ چیزیں ملیں گی اور اِرادہ کرے گا اور پوری ہوجائیں گی۔ایک حدیث شریف میں آتی ہے تفصیل کہ وہ چاہے گا وہاں کہ بس جلدی سے یہ ہوجائے گیہوں وغیرہ تو فوراً زراعت بھی ہوجائے گی فوراً ہی وہ پیداوار بھی ہوجائے گی،فوراً ہی وہ کٹ بھی جائے گا،فوراً ہی گیہوں بھی بن جائے گا، پلک جھپکنے میں سارا کام ہوجائے گا، پیدا بھی ہوگیا، بڑھ بھی گیا،کٹ بھی گیا، تیار بھی ہوگیا۔وہ اِس کی خواہش گویا پوری ہوگئی، وہاں دیر لگنا ہے ہی نہیں سرے سے،تو معلوم ہوا اصلی حالت تو وہ ہے، یہ جو ہم یہاں آئے ہیں یہ تو ایک جیل خانہ ہے ہر چیز بغیر کیے کبھی ہوگی ہی نہیں۔کھانا پیٹ تک جائے گا ہی نہیں چاہے تیار ہوکر سامنے رکھا گیا ہو جب تک لقمہ نہیں توڑیں گے چبائیں گے نہیں نگلیں گے نہیں، جائے گا نہیں۔تو اصل چیز یہ کہ چاہت اور اِرادہ پر کام ہوجائے وہ وہاں ہے یہاں نہیں۔تو اُن کا زمانہ گزرنے کا پتا نہیں چلے گا۔بہرحال وہ بات الگ ہے۔

دعوت وتبلیغ اور منافق کا متکبرانہ جواب :

یہاں یہ چیز تھی کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی سواری اُس وقت گدھا تھی اُس پر آپ تشریف لے گئے،

تو یہ عبداللہ ابن سلام کی مجلس تھی، عبداللہ ابن اُبی کی مجلس تھی، یہاں جا کر سلام کیا آپ نے، اُس میں مختلف قسم کے لوگ تھے، مختلف مذہبوں والے تھے اُس کی مجلس میں۔ آپ نے کچھ تبلیغی کلمات ارشاد فرمائے تو پہلے پہل تو اُس نے یہ جملہ کہا کہ جو آپ آئے ہیں سواری پر اِس سے جو غبار اُٹھا ہے مجھے بڑی تکلیف ہوئی ہے اِس سے، دوسرے اِس گدھے کی بدبو مجھے آ رہی ہے۔ تو ایک صحابی نے کہا کہ تیرے سے تو اِس گدھے کی بدبو اچھی ہے۔ وہ پھر جھگڑا ہونے لگا، پھر رسول اللہ ﷺ وہاں سے تشریف لے آئے اور اُس نے کہا کہ آپ یہاں آ کر باتیں نہ کیا کریں بلکہ جو آپ کے پاس جائے اُسے سنایا کیجیے وہ باتیں۔ اسلام کے بارے میں دعوت کو سننے سے بالکل انکار کر دیا اور یہ سخت جملے بھی کہے لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا یہاں غبار نہ اُڑایا کرو آ کر، دوسری بات یہ کہ اٰذَانِیْ نَتْنُ حِمَارٍ آپ کے گدھے کی جو بدبو ہے اُس نے مجھے تکلیف پہنچا رکھی ہے۔ جب ایسی باتیں کیں اُس نے اور جواب دیا گیا تو جھگڑا ہو گیا تو پھر یہ الگ الگ ہو گئے۔ تشریف لے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہاں راستے میں ملے سعد ابن عبادہؓ جو انصار میں سے ایک بڑے سردار تھے، اُن سے آپ نے فرمایا دیکھو اِس طرح سے ہوا ہے تو انھوں نے کہا کہ جناب کی جو یہاں تشریف آوری ہوئی ہے مدینہ منورہ میں تو اِس سے پہلے ہم یہ سوچ رہے تھے کہ اِس شخص کو سردار بنالیں، اور اِس کے پگڑی باندھنے لگے تھے تاج پہنانے لگے تھے کہ یہ ہمارا سردار ہوگا اَنْ يُّتَوِّجُوْا مدینہ منورہ کی ساری بستی کا۔ لیکن جب جناب تشریف لے آئے تو اب یہ طاقت ایک اور پیدا ہو گئی جو اُسے تسلیم نہیں کر رہی تھی تو اِس سے اُس کے گلے میں پھندا لگ گیا، گلے میں اُچھو لگنا شَرِقَ بِذٰلِكَ یہ کبھی کبھی اپنے ہی تھوک سے پڑ جاتا ہے۔

اِس واسطہ اس کی باتوں کا کوئی خیال نہ فرمائیں، اِس کی تو بڑی زیادہ دل شکنی ہوئی ہے مگر پھر بھی اس کے بیٹے مسلمان تھے اور پکے مسلمان تھے اور اسے ہدایت نہیں ہوئی اول سے آخر تک نہیں ہوئی تو حضرت جابرؓ صحابی ہیں، صحابی بات کرنی جانتے ہیں، تبلیغ کرنی جانتے ہیں، طریقہ آتا ہے جا کر اُسے سمجھا کر کہتے ہیں مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں مجھے اپنے لیے اُن کے استغفار کی ضرورت ہی نہیں ہے بلکہ میری کوئی بھی گمشدہ چیز مجھے مل جائے اِس سے مجھے سکون زیادہ ہوگا بہ نسبت اِس کے کہ تمہارے جو یہ ہیں ساتھی یہ استغفار کریں میرے لیے، گویا وہ اپنے کفر پر جما رہا اور جلن اور حسد کی وجہ سے ہر وقت کاٹ کرنا یہ اُس کا زندگی بھر سلسلہ رہا، اِسی میں وہ مر گیا۔

نبی علیہ السلام کا حسنِ اخلاق اور اُس کا اثر :

اور جب مرا ہے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنِ اخلاق ہی کا ثبوت دیا اور اِس کا اثر یہ ہوا کہ اُس دن سات سو آدمی مسلمان ہوئے ہیں، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے میں پہنچے ہیں اُس کے لیے دُعا کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ منع کرتے رہے اور عرض کرتے رہے کہ اِس نے فلاں وقت یہ کہا فلاں وقت یہ کہا یہ وہی تو ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُعا بھی فرماتے رہے اور اپنی یہ قمیص مبارک بھی دی کہ یہ اُس کے بدن پر پہنا دی جائے سب کچھ ہوا۔

نجات کے لیے ایمان ضروری ہے :

لیکن آخرت میں کام آنے والی چیز جو ہے وہ تو اپنا ایمان ہے باقی کوئی چیز کام نہیں آتی وہاں۔ اب وہ قمیص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کی تھی وہ اِس کو پہنائی گئی ہے لیکن وہ کام نہیں آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ہے وہ کام نہیں آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس کے لیے استغفار کیا ہے وہ کام نہیں آیا بلکہ منع کر دیا گیا لَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ کسی کی نماز نہ پڑھائیں آپ ان میں سے جو مر جائے اور اُس کی قبر پر جا کر بھی کھڑے نہ ہوں۔ کیونکہ قبر پر جا کر کھڑے ہوں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو سراسر رحمت ہیں اور وہاں اُسے عذاب ہو رہا ہے تو عذاب میں خلل پڑے گا تو وہاں جا کر بھی کھڑے نہ ہوں منع فرما دیا، کوئی چیز کام ہی نہیں آئی۔ ایمان کام آتا ہے، ایمان ہو تو بس ٹھیک ہے پھر بخشش ہوتی چلی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح راہ پر قائم رکھے۔ آمین، اختتامی دُعا.......................